بابا جی حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ رحمتہ اللہ علیہ

شیخ تنویر احمد

دنیا میں ایسی ہستیاں بھی ہیں جن سے مخلوق خدا نے فیض حاصل کیا اور انکی زندگی کے بعد ان کی یاد میں آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔ ایسے لوگ مخلوقِ خدا کی خدمت کو اپنی عبادت کا حصہ سمجھتے ہیں اور دیگر عبادات کی طرح یہ فریضہ بھی بخوبی سرانجام دیتے ہیں۔ ایسی ہی ہستیوں میں ایک شخصیت بابا جی حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ رحمتہ اللہ علیہ کی ہے جنھیں اس دنیا سے رخصت ہوئے 2 سال ہو چکے ہیں لیکن لوگ آج بھی انھیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور جب پتا چلتا ہے کہ وہ تو چیچہ وطنی چھوڑ کر جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں آرام فرما رہے ہیں تو لوگ اس طرح کے تعزیتی الفاظ استعمال کرتے ہیں اور ان سے متعلق ایسے حالات بیان کرتے ہیں کہ غیروں کے ساتھ ساتھ ان کے صاحبزادگان اور دیگر اقرباء بھی حیران ہو جاتے ہیں۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظیم روحانی تربیت گاہ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف سے منسلک تھے اور قطب الاقطاب حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ میں انکساری اور سادگی اس قدر تھی کہ عام آدمی کو پتا ہی نہیں چلتا تھا کہ یہ کتنی بڑی ہستی ہے لیکن جنھوں نے اس گوہرِ نایاب کو پہچانا وہ آج بھی آپ کے ذکر سے آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔ میرا تعلق حکیم حافظ عبدالرشید رحمتہ اللہ علیہ سے تقریباً 18 سال سے ہے کہ آپ کے چھوٹے صاحبزادے حافظ حبیب اللہ چیمہ کے ساتھ میرا تعلق خدمتِ خلق کی ایک رفاہی تنظیم سے ہوا، جہاں سے تعلق اس قدر بڑھا کہ ہم اپنے عزیزوں کی طرح ہو گئے اور اس طرح بابا جی حافظ عبدالرشید سے بھی قربت ہوگئی اور بابا جی رحمتہ اللہ علیہ بھی مجھے اپنے عزیزوں کی طرح پیار و محبت سے ملتے۔ میں جتنا بابا جی کے قریب ہوتا گیا۔ اتنا ہی مجھے دینی شعور و آگہی کے ساتھ ساتھ آپ کی شخصیت اور روحانی مقام و مرتبہ مجھ پر عیاں ہوتا گیا۔ میں آپ کی مجلسوں میں بھی بیٹھا آپ کے ساتھ سفر بھی کیا، کئی شب و روز آپ کی معیت میں گزارے۔

جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام 2001ء میں پشاور میں ہونے والی دیو بند کانفرنس میں آپ کی معیت میں شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کی سالانہ ختمِ نبوت کانفرنس چناب نگر متعدد بار آپ کے ساتھ گیا۔ آپ کے ساتھ خانقاہ موسیٰ زئی شریف حاضری دی۔ خانقاہ سراجیہ تو متعدد بار آپ کے ساتھ حاضری نصیب ہوئی اور آپ کی دعا و برکت سے پیر و مرشد حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ دورانِ سفر بابا جی رحمتہ اللہ علیہ ہم سفر ساتھیوں سے درجہ

بدرجہ اوران کے مزاج کے مطابق گفتگو اور مزاح بھی فرماتے اور ہم محسوس کرتے کہ ہم کسی دوست سے محوِ گفتگو ہیں۔ آپ درحقیقت فنافی الشیخ تھے اور ہم نے دیکھا کہ جب بھی آپ کے شیخ کا ذکر آتا آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوجاتی کیوں کہ آپ کو حضرت پیرومرشد سے خصوصی لگاؤ تھا اور حضرت پیرومرشد کو بھی آپ سے خاص تعلق تھا۔ آپ نے ساری زندگی جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت سے وابستگی رکھی اور اس وابستگی کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے۔ آپ نے ساری زندگی خدمتِ خلق میں گزار دی۔ دینی مصروفیات سے فراغت کے بعد سارا دن اپنے مطب ''سراجیہ دواخانہ'' پر مریضوں کی خدمت اور وہاں بھی مریضوں سے معمولی رقم لینا آپ کا معمول تھا۔ آپ فرمایا کرتے کہ مجھ میں زیادہ پیسے لینے کی ہمت نہیں ہے۔

اپریل 2003ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا جس کے باعث آپ کی بائیں جانب مکمل طور پر مفلوج ہوگئی لیکن اس حالت میں بھی خدمتِ خلق جاری رہی۔ روزانہ مطب پر تشریف لاتے اور گھر میں بھی آنے والوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ خانقاہ سراجیہ بھی حاضری دی اور اسی حالت میں سفر حرمین شریفین بھی کیا کہ آپ کو دو آدمی اُٹھا کر چلتے تھے۔ میری دوہری خوش قسمتی ہے کہ میں نے حرمین شریفین کا پہلا سفر حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں کیا اور ساتھ میں نے اپنی والدہ محترمہ کو بھی عمرہ کروایا۔ اس سفر میں باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں آپ کی اہلیہ محترمہ، آپ کی صاحبزادی، آپ کے چھوٹے صاحبزادے حافظ حبیب اللہ چیمہ، حافظ حبیب اللہ کی خالہ، ہمارے جماعتی دوست معاویہ رضوان اوران کی اہلیہ، ماجد چیمہ اور چیچہ وطنی سے ایک دوست حبیب اللہ شامل تھے۔ ہم 24 مئی 2007ء کو لاہور سے کراچی اور 25 مئی کو کراچی سے جدہ پہنچے۔ جدہ میں ہمارے میزبان حافظ محمد رفیق ائرپورٹ پہنچ گئے تھے۔ اسی روز جدہ سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے تھے۔ سب کا خیال تھا کہ ادائیگی عمرہ کے لیے کچھ دیر آرام کے بعد جائیں گے لیکن باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے نرم لہجے میں فرمایا کہ ابھی چلیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد جلال میں آکر فرمانے لگے کہ تم نے نہیں جانا تو مجھے حرم شریف چھوڑ آؤ میں جانوں اور میرا خدا جانے۔ تم فارغ ہو۔ اس طرح ہم نے بھی فوراً عمرہ ادا کرلیا۔ تین روز مکہ مکرمہ میں رہے اس کے بعد مدینہ منورہ حاضری ہوئی۔ مدینہ منورہ میں آپ نے فرمایا کہ یہاں ادب واحترام انتہائی ضروری ہے کہ کوئی بھی جملہ اور حرکت گستاخی کا موجب بن سکتی ہے۔ مکہ مکرمہ اور بالخصوص مدینہ منورہ میں آپ کے ملنے والوں نے آپ کی وجہ سے ہماری بھی بھرپور خدمت کی۔ ہم آپ کی معیت میں مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جاتے۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری ہوتی تو آپ کی کیفیت کا عجیب سماں ہوتا جو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ہم جبل احد گئے، مسجد قباء گئے، مسجد قبلتین اور دیگر کئی مقامات کی زیارت بھی کی۔ مکان پر واپس آئے تو فرمانے لگے میں دیکھ رہا تھا کہ حبیب اللہ نے تمہیں اچھی طرح زیارتیں نہیں کروائیں۔ اگر میں تندرست ہوتا تو سب کو پیدل چل کر مدینہ منورہ دکھاتا۔

31 مئی جمعرات کی شب راقم الحروف اور حافظ حبیب اللہ چیمہ حافظ محمد امجد کے ساتھ باہر چلے گئے تو باباجی

پریشان ہوگئے کہ کہیں گم نہ ہو جائیں۔ موبائل پر رابطہ ہوا۔ ہم نے کہا کہ باباجی آپ سو جائیں ہم جلدی آ جائیں گے تو فرمانے لگے کہ مجھے حبیب اللہ کے بغیر نیند نہیں آتی۔ آپ کو اپنی تمام اولاد سے محبت تھی لیکن حبیب اللہ کے ساتھ الگ ہی معاملہ تھا۔ یہ رات آپ کی زندگی کی آخری رات تھی۔ ساری رات آپ بلند آواز سے تلاوتِ قرآنِ پاک اور ذکر اذکار کرتے رہے۔ یکم جون جمعۃ المبارک کو صبح لیٹے ہوئے تھے کہ سات بجے کے قریب بغیر کسی تکلیف کے آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ حافظ حبیب اللہ ناشتہ لینے گئے ہوئے تھے اور ہم باباجی کے پاس لیٹے ہوئے تھے۔ حبیب اللہ نے واپس آکر دیکھا تو باباجی اس جہاں میں نہیں تھے۔ ہم سے پوچھا کہ اباجی نے کچھ کہا یا کوئی آواز آئی تو ہم نے بتایا کہ آپ دونوں باپ بیٹا صبح سے جو گفتگو کررہے تھے۔ اُس کے بعد ہم نے سمجھا کہ باباجی سو رہے ہیں۔ آپ نے آخری وقت کوئی تکلیف محسوس نہیں کی۔ انتقال سے دو روز قبل اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ یہاں مرنا چاہتی ہو تو دعا کرلینا یہاں دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ کہی کہ اگر اپنے والدین کو کوئی پیغام دینا ہو تو بتا دینا۔ جمعۃ المبارک کا دن قانونی کارروائی میں گزر گیا۔ ہفتہ کی شب شعبہ تجہیز و تکفین میں غسل دیا گیا جس کے بعد ہم نے اپنے ہاتھوں سے اپنے امیر قافلہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کو کفن پہنایا اور نمازِ فجر کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نمازِ جنازہ کے بعد جنت البقیع کے اُس قدیم حصہ میں اپنے ہاتھوں سے دفن کیا، جہاں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبور مبارک ہیں۔

اپریل 2009ء دو سال بعد راقم الحروف اور حافظ حبیب اللہ چیمہ اور ان کی والدہ محترمہ دوبارہ حرمین شریفین حاضر ہوئے تو باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد نے تڑپا دیا۔ جنت البقیع میں آپ کی قبر پر حاضری ہوئی تو وہ اُسی طرح موجود تھی، جس طرح دو سال پہلے ہم چھوڑ آئے تھے۔ ہم نے باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں کھڑے ہوکر سامنے جو دیکھا تو گنبد خضراء بالکل سامنے نظر آ رہا تھا۔ یہ ہے عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، تحریکِ ختمِ نبوت کے کام کی برکت اور اپنے شیخ سے محبت کا نتیجہ کہ گنبد خضراء کے سائے میں جگہ ملی۔ آپ کے پسماندگان میں آپ کی اہلیہ، تین صاحبزادے، ایک صاحبزادی اور ایک بھائی بھی موجود ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حاجی عبداللطیف خالد چیمہ برصغیر کی معروف جماعت مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل اور تحریکِ ختمِ نبوت کے سرگرم رہنما ہیں اور تحریکِ ختمِ نبوت کے سلسلہ میں پاکستان سمیت بیرون ممالک میں بھی ان کے کام، محنت اور لگن کو سراہا جاتا ہے۔ دوسرے صاحبزادے جاوید اقبال چیمہ چیچہ وطنی کی ایک سیاسی، سماجی شخصیت ہیں۔ آپ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حافظ حبیب اللہ چیمہ آپ کے جانشین، آپ کے دینی، روحانی اور طبی علوم کے وارث ہیں۔ آپ کی صاحبزادی چیچہ وطنی کے مشہور معالج ڈاکٹر اعظم چیمہ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی ہی میں اپنے چھوٹے صاحبزادے حافظ حبیب اللہ چیمہ کو خانقاہ رشیدیہ بستی سراجیہ میں جائے امامت پر کھڑا کر دیا تھا۔

اس ضمن میں ایک واقعہ پیش آیا کہ 2003ء میں جب آپ بیمار ہوئے آپ کے دوست احباب نے عرض کیا کہ اب عزیزم حبیب اللہ کو اجازت فرما دیں اور اپنا جانشین مقرر فرما دیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ کام میں نہیں کرسکتا بلکہ میرے شیخ

مناسب سمجھیں گے تو وہی فیصلہ فرما سکتے ہیں۔اس کے کچھ عرصہ بعد خانقاہ سراجیہ حاضری کے موقع پر پیرومرشد حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ نے حافظ حبیب اللہ کو فرمایا کہ تم اپنے والد صاحب کے کام کو سنبھالو۔آنے والے احباب اور متعلقین کو ذکر اذکار کی تلقین کیا کرو، جس پر حافظ حبیب اللہ نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی اجازت ہے جس پر حضرت پیرومرشد نے فرمایا کہ نہ صرف اجازت بلکہ میں تمہیں حکماً کہتا ہوں کہ تمام معاملات سنبھالو۔خانقاہ شریف سے واپس آکر حافظ حبیب اللہ نے اپنے والدمحترم کی خدمت میں ساری صورتحال عرض کی جس پر باباجی رحمتہ اللہ علیہ نے الحمدللہ کہا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔اس کے بعد باباجی نے اپنے صاحبزادے حافظ حبیب اللہ کو معمولات میں سے ایک مخصوص عمل سے روک دیا اور فرمایا کہ باقی معمولات کرو لیکن اس کے لیے میں خود حضرت خواجہ صاحب کی زبان مبارک سے سن کر اجازت دوں گا۔

نومبر 2006ء میں باباجی خانقاہ سراجیہ تشریف لے گئے۔آپ کے ہمراہ تقریباً 20 متعلقین بھی تھے۔اس موقع پر باباجی رحمتہ اللہ علیہ نے حافظ حبیب اللہ کو پاس بٹھا کر حضرت پیرومرشد سے پوچھا کہ حضرت آپ نے برخوردار حبیب اللہ کو اپنے معمولات کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے ہاں میں جواب فرمایا تو پھر باباجی نے عرض کی کہ فلاں کام کی بھی اجازت فرمادیں تو حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے اس کو تمام معمولات کی اجازت دی ہوئی ہے۔اس موقع پر حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ کے صاحبزادے صاحبزادہ نجیب احمد اور کئی دیگر افراد بھی موجود تھے۔یہ ایک ولی کامل کی علامت ہے کہ دینی معاملات میں اپنی اولاد کے بارے میں بھی اتنی احتیاط کرتے ہیں۔یہ بات بہت ہی اہم ہے کہ باباجی حافظ عبدالرشید نے پہلی بیعت سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگ اور خانقاہ سراجیہ کے فیض یافتہ حضرت حاجی جان محمد رحمتہ اللہ علیہ (باگڑ سرگانہ) سے کی تھی۔انھوں نے باباجی حافظ عبدالرشید کو خلافت سے بھی نوازا تھا۔ان کے انتقال 1962ء کے بعد آپ نے اپنا روحانی تعلق اپنے دادا مرشد حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ سے جوڑ لیا اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ نے بھی آپ کو خلافت عطا فرمائی تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے کبھی کسی کو بیعت نہیں کیا تھا بلکہ جو بھی آتا آپ اسے حضرت پیرومرشد سے ہی بیعت کرواتے۔

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ

دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762